نفس المہموم

مولف

رئیس المحدثین آقائی شیخ عباس قمی اعلی اللہ مقامہ

مترجم

حجۃ الاسلام والمسلمین علامہ سید صفدر حسین نجفی صاحب

اعلی اللہ مقامہ

پیش کش، سید محمد شبیر عباس

ناشر

ولی العصر ٹرسٹ رتہ متہ، ضلع جھنگ

نام کتاب ______ نفس المہموم

مؤلف ______ آغائی شیخ عباس قمی اعلی اللہ مقامہ

مترجم ______ علامہ سید صفدر حسین نجفی صاحب اعلی اللہ مقامہ

نظر ثانی ______ مولانا بختیار الحسن سبزواری

پیش کش ______ سید محمد شبیر عباس

سال طباعت ______ بار اوّل ۱۹۹۰ء بمطابق ۱۴۱۱ سنہ ہجری

تعداد ______ ۵۰۰

مطبع ______

ہدیہ ______

ناشر ______ ولی العصر ٹرسٹ رتہ متہ ضلع جھنگ

سٹاکسٹ

افتخار بک ڈپو (رجسٹرڈ) اسلام پورہ لاہور

اٹھارویں فصل

شبِ عاشورہ

(ارشاد) پس امام حسین نے اپنے اصحاب کو غروب کے وقت جمع کیا امام علی بن الحسین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں ان کے قریب جا بیٹھا تاکہ سنوں کہ وہ کیا کہتے ہیں اور میں اس وقت بیمار تھا میں نے سُنا کہ آپ اپنے اصحاب سے کہہ رہے تھے میں خدا کی بہترین ثنا کرتا ہوں اور خوشی اور سختی میں اس کی حمد و تعریف کرتا ہوں خدایا میں تیری اس بات پر حمد کرتا ہوں کہ تو نے نبوت کے ساتھ عزت و تکریم بخشی اور ہمیں قرآن کی تعلیم دی اور دین کا فہم و بینائی دی اور ہمیں کان، آنکھیں اور دل دیے پس ہمیں اپنے شکر گزاروں میں سے قرار دے امابعد میں کوئی اصحاب نہیں جانتا کہ جو زیادہ باوفا اور بہتر ہوں اور میرے اصحاب سے اور نہ کوئی اہلِ بیت اور گھر والے کہ جو زیادہ نیکی و احسان کرنے والے زیادہ صلہ رحمی کرنے والے اور زیادہ بافضیلت اپنے اہلِ بیت سے پس خدا تمہیں جزائے خیر دے میری طرف سے اور میرا گمان ہے کہ اس قوم کے ساتھ جنگ ہو کر رہے گی اور میں تم سب کو اجازت دیتا ہوں پس تم سب چلے جاؤ تمہارے لیے حلال ہے میں بیعت و تعہد کی ذمہ داری تم سے اٹھاتا ہوں اس وقت رات ہے اور تاریکی نے تمہیں گھیر رکھا ہے اسے سواری کا اونٹ قرار دو اور میرے اہل بیت میں سے ایک ایک فرد کا ہاتھ پکڑ لو اور دیہاتوں اور شہروں میں منتشر ہو جاؤ یہاں تک کہ خداوند عالم کشائش دے کیونکہ یہ لوگ تو صرف مجھے چاہتے ہیں جب انہیں مجھ پر دسترس حاصل ہو جائے تو دوسروں کی تلاش چھوڑ دیں گے پس آپ کے بھائیوں بیٹوں، بھتیجوں

اور عبد اللہ بن جعفر کے دونو فرزند نے عرض کیا کہ ہم ایسا ہرگز نہیں کریں گے کیا اس لیے ہم یہ کریں کہ آپ کے بعد ہم زندہ رہیں خدا نہ کرے کہ کبھی ایسا ہو اور جناب عباسؑ بن علیؑ نے گفتگو کا آغاز کیا تھا اور باقی جماعت نے ان کی پیروی کی تھی اور ان کی طرح کی یا اس کے قریب بات کی تھی پس حسینؑ نے اولاد عقیل سے فرمایا مسلم کا شہید ہونا تمہارے لیے کفایت کرتا ہے پس تم لوگ چلے جاؤ میں تمہیں اجازت دیتا ہوں انھوں نے کہا سبحان اللہ لوگ کیا کہیں گے وہ کہیں گے کہ ہم نے اپنے بزرگ اور سردار اور اپنے بہترین چچوں کی اولاد کو چھوڑ آئے ہو نہ ان کے ساتھ مل کر تیر پھینکا ہے اور نہ نیزہ و تلوار چلائی ہے اور نہ ہمیں پتا چلا کہ انھوں نے کیا کیا خدا کی قسم ہم ایسا نہیں کریں گے بلکہ مال، جان اور افراد خاندان کے ساتھ مواسات و قربانی دیں گے اور انھیں آپ کی راہ میں فدیہ دیں گے اور آپ کی معیت میں ہم بھی وہیں جائیں گے برا ہو اس زندگی کا کہ جو آپ کے بعد ہو۔

اور مسلم بن عوسجہ کھڑے ہوئے اور عرض کیا کیا ہم آپ سے دستبردار ہو جائیں تو خدا کے ہاں آپ کے حق کی ادائیگی کے سلسلہ میں کیا بہانہ پیش کریں گے۔ خدا کی قسم یہ نیزہ دشمنوں کے سینوں میں چبھوؤں گا اور اس تلوار سے جب تک اس کا دستہ میرے ہاتھ میں ہے انھیں ضرب لگاؤں گا اور اگر میرے پاس ہتھیار نہ رہے تو پتھر انھیں ماروں گا خدا کی قسم آپ کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے تاکہ خدا کو معلوم ہو کہ ہم نے آپ کے بارے میں رسول کی حرمت و عزت کا ان کی غیبت میں پاس رکھا خدا کی قسم اگر مجھے معلوم ہو کہ میں قتل کیا جاؤں گا اور زندہ ہو کر جلا دیا جاؤں گا اور پھر زندہ ہوں گا اور پھر چڑپڑ چڑپڑ کر کے میرے ٹکڑے منتشر کر دیے جائیں گے اور ستر مرتبہ میرے ساتھ یہ سلوک ہوگا پھر بھی میں آپ سے جدا نہیں ہوں گا یہاں تک کہ آپ کی معیت میں مجھے موت آئے گی اور پھر کس طرح میں یہ کام کر دوں جب کہ ایک ہی دفعہ قتل ہونا ہے اور اس کے

بعد ایسی کرامت بزرگی نصیب ہو گی کہ جو ختم ہونے والی نہیں ہے۔

اور زہیر بن قین کھڑے ہوئے اور کہا میں دوست رکھتا ہوں کہ مارا جاؤں پھر زندہ ہوں پھر مارا جاؤں اور اسی طرح ہزار مرتبہ مجھ سے سلوک کیا جائے اور خدا آپ سے اور اہل بیت کے ان جوانوں سے قتل ہونے کو روک لے۔

اور اصحاب کی ایک جماعت نے بھی گفتگو کی جو ایک ہی معنی رکھتی تھی اور ایک دوسرے کی مانند تھی (طبری) انھوں نے کہا خدا کی قسم ہم آپ سے جدا نہ ہوں گے بلکہ ہماری جان آپ کی جان پر فدا ہوگی ہم اپنے گلوں پیشانیوں اور ہاتھوں سے آپ کی حفاظت کریں گے جب ہم قتل ہو جائیں تو جو کچھ ہم پر واجب تھا اس کو پورا کر چکے ہوں گے اور انجام دے چکے ہوں گے۔

مؤلف کہتے ہیں کہ ان کی زبان یہ تھی کہ جیسے فارسی شاعر کہتا ہے: "شاہا من ار بعرش وسانم سر بر فضل مملوک این جنابم محتاج ایں درم ؛ گر برکنم دل از تو و بردارم از تو مہر" این مہر برکہ افگنم این دل کجا برم " اے میرے سردار اگر میری فضیلت کا تخت عرش تک بھی پہنچ جائے پھر بھی میں اس گھر کا غلام اور اس دروازے کا بھکاری ہوں۔ اگر میں اپنے دل کو اور اس کی محبت کو تجھ سے اٹھا لوں تو یہ محبت کس سے کروں اور یہ دل کہاں لے جاؤں "

تو امام حسین نے فرمایا کہ خدا تمہیں جزائے خیر دے اور آپ اپنی قیام گاہ میں تشریف لے گئے۔ للہ درھم من فتیۃ صبروا ۔ ما ان رایت لھم فی الناس امثالا ۔ تلک المکارم لا قعبان من لبن شیبا بماء فعادا فعادا بعد ابوالا ۔ خدا بھلا کرے ان نوجوانوں کا جنھوں نے صبر کیا " تجھے لوگوں میں ان کی مثل نظر نہیں آئے گی یہ مکارم اخلاق کے مجسمے تھے

نہ کہ دودھ کے پیالے کہ جن میں پانی ملا ہو اور بعد میں وہ پیشاب بن جائیں۔

سید رحمۃ اللہ کہتے ہیں اس وقت محمد بن بشیر حضرمی سے لوگوں نے کہا کہ تیرا بیٹا ر ری کی سرحد پر قید ہو گیا ہے تو اس نے کہا کہ اس کی اور اپنی مصیبت کے ثواب امید یں خدا سے رکھتا ہوں میں پسند نہیں کرتا کہ وہ قید میں ہو اور میں زندہ رہوں۔ امام حسین نے اس کی بات سن لی تو فرمایا رحمک اللہ خدا تجھ پر رحم کرے میں نے تجھ سے اپنی بیعت اُٹھا لی ہے اپنے بیٹے کی رہائی کے لیے جا کر کوشش کر، وہ کہنے لگا کہ درندے مجھے زندہ کھا جائیں اگر میں آپ سے جدا ہوں تو فرمایا پھر یہ یمنی چادروں کے پارچے اپنے اس بیٹے کو دے تا کہ وہ اپنے بھائی کا فدیہ دینے میں ان سے اعانت حاصل کرے اور پانچ پارچے آپ نے اسے دیے کہ جن کی قیمت ہزار دینار تھی۔

حسین بن حمدان حصینی نے روایت کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ ابو حمزہ ثمالی سے اور سید بحرانی نے مرسلاً اس سے روایت کی ہے وہ کہتا ہے کہ علی بن الحسین زین العابدین سے میں نے سنا آپ کہتے تھے جس دن میرے والد درجۂ شہادت پر فائز ہوئے اس کی رات آپ نے اپنے اہل خاندان اور اصحاب کو جمع کیا اور فرمایا اے میرے اہل بیت اور میرے اصحاب اس رات کو اپنے لیے اونٹ و سواری بنا لو اور اپنے آپ کو چھڑا لے جاؤ کیونکہ یہ صرف مجھے چاہتے ہیں اور اگر مجھے قتل کر لیں تو تمہارا خیال نہیں کریں گے خدا تم پر رحمت کرے اور میں وہ بیعت اور عہد جو تم نے مجھ سے کر رکھا ہے تم سے اٹھا لیتا ہوں تو آپ کے بھائیوں رشتہ داروں اور یار و انصار نے یک زبان ہو کر کہا خدا کی قسم اے ہمارے سردار اے ابا عبد اللہ ہم کبھی بھی آپ کو تنہا و اکیلا نہیں چھوڑیں گے۔ تاکہ لوگ کہیں کہ انھوں نے اپنے امام، بزرگ اور سردار کو اکیلا چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا اور اپنے اور خدا کے

درمیان ہم بہانے تراشتے پھریں ہم آپ کو نہیں چھوڑیں گے کہ آپ شہید ہوں مگر یہ کہ ہم آپ کے پاس شہید ہوں گے۔ امامؑ نے فرمایا اے لوگوں میں کل مارا جاؤں گا اور تم سب میرے ساتھ مارے جاؤ گے اور تم میں سے ایک بھی نہیں بچے گا تو انھوں نے کہا: الحمد للہ کہ خدا نے آپ کی مدد کرنے کی توفیق سے نوازا ہے اور آپ کے ساتھ شہید ہونے کی سعادت بخشی ہے۔ اے فرزند رسول خدا کیا آپ اس بات کو پسند نہیں کرتے کہ ہم آپ کے ساتھ ہوں آپ کے درجے میں آپ نے فرمایا

خدا تمہیں جزائے خیر دے اور ان کے لیے آپ نے دعائے خیر کی تو قاسم بن حسن نے امامؑ سے عرض کیا کیا میں بھی شہید ہونے والوں کی فہرست میں داخل ہوں تو حسینؑ کا دل اس بچہ پر جلا اور فرمایا اے میرے بیٹا موت تیرے نزدیک کیسی ہے تو اس نے کہا اے چچا شہد سے بھی زیادہ میٹھی۔ فرمایا ہاں خدا کی قسم تیرا چچا تجھ پر قربان جائے تو ان میں سے ایک ہے کہ جو میرے ساتھ قتل ہوں گے بعد اس کے کہ بلائے عظیم تمہیں پہنچے گی اور میرا بیٹا عبداللہ بھی مارا جائے گا' قاسم نے پوچھا اے چچا وہ لعین' عورتوں تک بھی پہنچ جائیں گے "تاکہ عبداللہ شیر خوار مارا جائے، فرمایا تیرا چچا تجھ پر قربان جائے عبداللہ اس وقت مارا جائے گا جب میرا منہ پیاس سے خشک ہو جائے گا اور میں خیموں کی طرف آؤں گا اور پانی یا دودھ طلب کروں گا اور کوئی چیز مجھے نہیں ملے گی تو میں کہوں گا کہ میں اس بیٹے کو لے آؤ تاکہ میں اس کے لبوں کو چوسوں پس اسے لائیں گے اور میرے ہاتھ پر رکھ دیں گے اور میں اس کو اٹھاؤں گا تاکہ اپنے لبوں کے نزدیک لے جاؤں تو ان میں سے ایک فاسق اس کے گلے پر ایک تیر مارے گا کہ جس سے وہ بچہ رونے لگے گا اور اس کا خون میرے ہاتھوں پر جاری ہو گا پس میں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کروں گا اور عرض

کروں گا اللھم صبرا واحتسابا۔ خدایا میں صبر کروں گا اور تیرے ثواب کی امید رکھوں گا پس نیزے مجھے ان کی طرف کھینچ کرے جائیں گے اور خیمے کے پیچھے خندق کی آگ بھڑک اُٹھے گی پھر میں ان پر حملہ کروں گا اور وہ وقت دنیا کا تلخ ترین وقت ہو گا اور جو خدا چاہے گا واقع ہو گا پس آپ رونے لگے اور ہم نے بھی گریہ کیا اور گریہ ونالہ وشیون کی صدا رسول خدا کی ذرّیت کی خیموں سے بلند ہوئی قطب راوندی (قدہ) نے ثمالی سے روایت کی ہے کہ علی بن الحسین نے فرمایا کہ میں اپنے والد گرامی کے ساتھ تھا اس رات کہ جس کی صبح وہ شہید ہوئے پس آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا اس رات کو اپنے لیے سپر وڈھال بناؤ کیونکہ یہ لوگ صرف مجھے چاہتے ہیں اگر مجھے قتل کرلیں تو پھر تمہاری طرف نہیں دیکھیں گے اور میں تم سے بیعت اٹھا لیتا ہوں انھوں نے کہا خدا کی قسم کبھی بھی ایسا نہیں ہو گا آپ نے فرمایا تم سب کل قتل ہو جاؤ گے تم میں سے ایک بھی نہیں بچے گا تو انھوں نے کہا حمد ہے خدا کی کہ جس نے ہمیں آپ کے ساتھ شہید ہونے کی سعادت بخشی پس آپ نے ان کے لیے دعا کی اور ان سے فرمایا کہ سر بلند کرو انھوں نے سر بلند کیے تو اپنی جگہ اور منزل (جنت میں) دیکھی اور آپ فرماتے تھے اے فلاں یہ تیری منزل ومکان ہے اور پھر پس ہر مرد اپنے سینہ اور چہرہ کو نیزوں اور تلواروں کے سامنے کرتا تھا تاکہ جنت کے اپنے گھر میں پہنچ جائے امالی صدوق میں حضرت صادقؑ سے امام حسینؑ کی اپنے اصحاب سے گفتگو کو نقل کرنے کے بعد روایت کی ہے کہ آنجناب اپنے لشکر کے گرد خندق کی مانند گڑھا کھودنے کا حکم دیا اور وہ کھودا گیا اور آپ کے حکم سے اسے ایندھن سے پُر کیا گیا اور آپ نے اپنے بیٹے علی اکبر تیس سواروں اور بیس پیادوں کے ساتھ بھیجا تاکہ وہ پانی لے آئیں اور وہ سخت خوف وہراس میں تھے اور امام حسینؑ یہ

اشعار پڑھ رہے تھے یا دھر اف لک من خلیل الخ

پھر اپنے اصحاب سے فرمایا تم اٹھ کر پانی پی لو یہ تمہارا آخری زاد راہ ہے اور وضو و غسل کر لو اور اپنے لباس دھو لو تا کہ یہ تمہارے کفن ہوں (ظاہراً یہ روایت بعید نظر آتی ہے اس لیے کہ بچوں کی پیاس بجھانا وضو و غسل سے زیادہ اہم تھی (مترجم))

خیام کی پشت کی طرف خندق کھودنا اور اس میں آگ جلانا

اور ابو حنیفہ دینوری کہتا ہے کہ حسین نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اپنے خیموں کو ایک دوسرے کے نزدیک کر لیں اور خود عورتوں کے خیموں کے آگے رہیں اور پیچھے سے خندق کھود کر ایندھن اور بہت سے سر کنڈے لے آئیں اور انہیں آگ لگا دیں تا کہ لشکر خیموں کے پیچھے سے حملہ نہ کر سکے۔

مترجم کہتا ہے کہ تاریخ طبری میں عمارہ دھنی کی وساطت سے حضرت باقرؑ سے روایت کی ہے ایک طویل حدیث میں (عدل الی کربلا فاسند ظهره الی قصباء وحلاء كيلا لا يقابل الامن وجه واحد --

آپ کربلا کی طرف مڑے اور پشت پر اور باطلاقی کے درختوں رکھا تا کہ ایک طرف سے دشمنوں سے روبرو ہوں جس شخص نے کربلا کے نزدیک اس قسم کی زمین دیکھی ہے اسے معلوم ہو جائے گا کہ وہاں سے عبور کرنا اور حملہ کرنا مشکل ہے۔

(ارشاد) حضرت علی ابن الحسین فرماتے ہیں جس شب کی صبح (شب عاشورہ) میرے والد شہید کیے گئے میں بیٹھا ہوا تھا اور میری پھوپھی جناب زینب میری تیمارداری کر رہی تھیں اچانک میرے والد دوسرے خیمے میں چلے گئے، اور حُوَیّ (حاء کی زبر اور یا کی شد کے ساتھ بر وزن سری، مؤلف کے نزدیک اور حاء کے پیش اور واؤ کی زبر کے ساتھ، طبری کے نزدیک) ابوذر کے غلام آپ

اشعار پڑھ رہے تھے (یا دھر اف لک من خلیل الخ

پھر اپنے اصحاب سے فرمایا تم اٹھ کر پانی پی لو یہ تمہارا آخری زاد راہ ہے اور وضو و غسل کر لو اور اپنے لباس دھو لو تاکہ یہ تمہارے کفن ہوں (ظاہراً یہ روایت بعید نظر آتی ہے اس لیے کہ بچوں کی پیاس بجھانا وضو و غسل سے زیادہ اہم تھی (مترجم)

خیام کی پشت کی طرف خندق کھودنا اور اس میں آگ جلانا

اور ابوحنیفہ دینوری کہتا ہے کہ حسین نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اپنے خیموں کو ایک دوسرے کے نزدیک کر لیں اور خود عورتوں کے خیموں کے آگے رہیں اور پیچھے سے خندق کھود کر ایندھن اور بہت سے سر داٹے سے آئیں اور انہیں آگ لگا دیں تاکہ لشکر خیموں کے پیچھے سے حملہ نہ کر سکے۔

مترجم کہتا ہے کہ تاریخ طبری میں عمارہ دھنی کی وساطت سے حضرت باقرؑ سے روایت کی ہے ایک طویل حدیث میں (عدل الی کربلا فاسند ظہرہ الی قصباء وحلاء کیلا لا یقابل الا من وجہ واحد --

آپ کربلا کی طرف مڑے اور پشت پر اور باطلاقی کے درختوں رکھا تاکہ ایک طرف سے دشمنوں سے روبرو ہوں جس شخص نے کربلا کے نزدیک اس قسم کی زمین دیکھی ہے اسے معلوم ہو جائے گا کہ وہاں سے عبور کرنا اور حملہ کرنا مشکل ہے۔

(ارشاد) حضرت علی ابن الحسین فرماتے ہیں جس شب کی صبح (شب عاشورہ) میرے والد شہید کیے گئے میں بیٹھا ہوا تھا اور میری پھوپھی جناب زینب میری تیمارداری کر رہی تھیں اچانک میرے والد دوسرے خیمے میں چلے گئے، اور حُوَیّ (حاء کی زبر اور یا کی شد کے ساتھ بر وزن سری، مؤلف کے نزدیک اور حاء کے پیش اور واؤ کی زبر کے ساتھ، طبری کے نزدیک) ابوذر کے غلام آپ

کے پاس تھے اور آپ کی تلوار کی اصلاح کر رہے تھے اور مقاتل الطالبین میں امام علی بن الحسین سے روایت ہے کہ اس رات میں بابا کے پاس بیٹھا تھا اور میں بیمار تھا اور بابا تیروں کو درست کر رہے تھے اور آپ کے سامنے جون ابوذر غفاری کا غلام تھا۔ اور میرے والد کہہ رہے تھے یا دھراف لك من خليل۔ كم لك بالاشراق والاصيل۔من صاحب وطالب قتيل۔ والدهر لا يقتع بالبديل وانما الامر الى الجليل ۔ و كل حى سالك سبيلى ۔

یعنی اے زمانہ اف ہے تجھ پر تو بُرا دوست ہے بہت سی صبحوں اور شاموں کو تو نے اپنے دوست اور طالب حق کو قتل کیا ہے۔ زمانہ بدل کو قبول نہیں کرتا معاملہ خدائے جلیل کے ہاتھ میں ہے اور ہر زندہ اسی میرے راستہ پر جانے والا ہے۔"

دو مرتبہ یا تین مرتبہ آنجناب نے ان اشعار کا تکرار کیا تو میں آپ کا مقصد سمجھ گیا پس گریہ مجھے گلوگیر ہوا لیکن میں اسے ضبط کر گیا اور خاموش رہا اور سمجھ گیا کہ بلا و مصیبت آنے والی ہے۔

لیکن میری پھوپھی زینبؑ نے بھی وہ کچھ سنا جو میں نے سنا رقت قلبی اور گریہ و زاری کرنا عورت کی شان ہے لہٰذا وہ برداشت نہ کر سکیں وہ تڑپ کے اٹھ کھڑی ہوئیں اور دامن عبا کھینچتی ہوئیں میرے بابا کے پاس گئیں اور کہا واثقلاہ لیت الموت اعدمني الحيوة اليوم ماتت امي فاطمه و ابي على واخي الحسن ياخليفة الماضى و ثمال الباقى ۔ ہائے افسوس اس مصیبت پر کاش موت نے اگر میری زندگی کو ختم کر دیا ہوتا۔ آج میری ماں فاطمہ میرے باپ علی اور میرے بھائی حسن دنیا سے رخصت ہوئے ہیں اے جانے والوں کو جانشین اور باقی رہنے والوں کی پناہ گاہ ۔

پس امامؑ نے بہن کی طرف دیکھا اور فرمایا یا اخیہ لا یذھبن حلمک
"اے پیاری بہن تیرے علم و بردباری کو ہاتھ نہ چھوئے۔
آپ کی دونوں آنکھوں میں آنسو بھر آئے اور فرمایا (لو ترک القطا لنام)
اگر سنگ خوارہ پرندہ کو اس کی حالت پر چھوڑ دیں تو وہ سو جائے (قطا ایک پرندہ کہ
جس کا فارسی میں نام اسفرود ہے اور سنگ خوارہ کے نام سے مشہور ہے کیونکہ زیادہ
تر پتھریلے علاقہ میں ہوتا ہے بھٹ تیتر)
پس میری پھوپھی نے کہا (یا ویلتاہ افتغصب نفسک اغتصابا فذالک
اقرح لقلبی واشد علی نفسی) کیا ظلم ستم سے تجھے ہم سے چھین لیں
گے یہ چیز میرے دل میں زیادہ پھوڑے اور زخم لگانے والی ہے اور میری جان
پر زیادہ سخت، دشوار اور گراں ہے پھر آپ نے اپنا منہ پیٹ لیا اور گریبان
چاک کیا اور بیہوش ہو کر گر پڑیں، حسین علیہ السلام اٹھے اور ان کے چہرہ پر پانی
چھڑکا (آنسو کا پانی ہوگا یہاں تک کہ وہ ہوش میں آ گئیں) اور ان سے فرمایا: یا
اختاہ اتقی اللہ وتعزی بعزاء اللہ واعلمی ان اھل الارض یموتون وان اھل
السماء لا یبقون وان کل شیء ھالک الا وجہ اللہ الذی خلق الخلق
بقدرتہ ویبعث الخلق ویعودون وھو فرد وحدہ (جدی خیر منی) ابی خیر
منی وامی خیر منی واخی خیر منی (ولی) ولکل مسلم برسول اللہ صلے
اللہ علیہ والہ اسوۃ۔ "اے پیاری بہن تقویٰ الٰہی اختیار کرو
اور صبر شکیبائی سے اور خدا سے تسلی و تعزیت چاہ اور جان لے کہ اہل زمین سب
مر جائیں گے اور اہل آسمان باقی نہیں رہیں گے اور ہر چیز فنا ہو جائے گی مگر
ذات خدا وہی خدا کہ جس نے اپنی قدرت سے مخلوق کو پیدا کیا ہے اور دوبارہ

انھیں قبروں سے اٹھائے گا اور وہ اس کی طرف پلٹ جائیں گے اور خدا ہی ایک اکیلا ہے۔ میرے نانا مجھ سے بہتر تھے، میرے بابا مجھ سے بہتر تھے، میری ماں مجھ سے بہتر تھیں، میرے بھائی مجھ سے بہتر تھے۔ مجھے اور ہر مسلمان کو رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کی تاسی کرنا چاہیئے اور دوسری اس قسم کی باتوں سے آنجناب نے انھیں تسلی دی نیز ان سے کہا: یا اخیہ انی اقسمت علیک فابری قسمی لا تشقی علی جیبا ولا تخمشی علی وجھا ولا تدعی علی بالویل والثبور اذا انا ھلکت

اے میری پیاری بہنا! میں تجھے قسم دیتا ہوں کہ میری قسم کو سچ کر دکھانا مجھ پر گریبان چاک نہ کرنا اور چہرہ کو نہ خراشنا جب میری شہادت ہو جائے واویلا اور واشورا کی آواز بلند نہ کرنا۔ مترجم کہتے ہیں میں نے یہ کلمات عربی میں نقل کر دیئے ہیں اور ان کے ترجمہ پر قناعت نہیں کی ان کی انتہائی فصاحت و بلاغت کو دیکھتے ہوئے کہ شاید قاری ان میں کوئی ایسا نکتہ دیکھے کہ جس تک ہم نہ پہنچ سکے ہوں اور فصیح و بلیغ کلمات کے سب نکات کا ترجمہ بھی نہیں ہو سکتا۔

پھر آپ نے جناب زینبؑ کو میرے پاس لاکر بٹھا دیا اور خود اصحاب کے پاس چلے گئے اور حکم دیا کہ انھوں نے خیموں کو ایک دوسرے کے قریب لگایا اور ان کی رسیاں ایک دوسرے میں آویزاں کیں اور حکم دیا کہ وہ خود اگلے خیموں میں رہیں اور ایک ہی طرف سے دشمن سے روبرو ہوں اور (عورتوں کے) خیمے ان کے پیچھے یا دائیں بائیں ہوں اور ہر طرف سے سراپردوں کو درمیان میں لیے ہوئے سوائے اس جانب کے کہ جدھر سے دشمن ان کا رخ کرے اور امام اپنی قیام گاہ کی طرف پلٹ گئے اور ساری رات نماز استغفار اور تضرع و زاری میں

گذاری اور اسی طرح اصحاب بھی بیدار تھے اور نماز پڑھتے اور دعا و استغفار کرتے تھے (انتہی کلام المفید)

(شب عاشورہ)

مولف کہتے ہیں شام سے لے کر صبح تک شہد کی مکھیوں ایسی انکی بھنبھناہٹ تھی رکوع و سجود اور قیام و قعود میں تھے اور حسینؑ کی یہی عادت و طریقہ کار نماز کی کثرت اور صفات کے کمال کے لحاظ سے اور آپ اسی طرح تھے جیساکہ آپ کے فرزند ہمارے امام مہدیؑ صلوات اللہ نے ان کی توصیف کی ہے (کان للقرآن سندا وللامۃ عضدا وفی الطاعۃ مجتهداً حافظا للعهد والمیثاق ناکبا عن سبیل الفساق باذلا للجهور طویل الرکوع والسجود زاهداً فی الدنیا زهد الراحل عنها ناظرًا الیها بعین المتوحشین منها۔

آپ قرآن کی سند تھے اور امت کے لیے مدد و قوت تھے اطاعت الہٰی میں جدوجہد کرتے تھے۔ عہد و میثاق کے محافظ تھے فاسقوں کے راستہ سے ہٹے ہوئے تھے راہِ حق میں اپنی پوری کوششیں صرف کرتے تھے لمبے لمبے رکوع و سجود کرتے تھے۔ دنیا سے پرہیز کرتے تھے اس شخص کی طرح جو اس سے کوچ کرنے والا ہے اور دنیا کی طرف اس سے وحشت محسوس کرنے والا کی طرح دیکھتے تھے۔

ابوعمر و احمد بن محمد قرطبی مردانی کتاب العقد الفرید میں نقل کرتا ہے کہ علی بن الحسین سے لوگوں نے کہا کہ آپ کے والد کی اولاد بہت ہی کم ہے تو انھوں نے فرمایا کہ تعجب تو اس بات کا ہے کہ ان کی اولاد کس طرح ہو گئی کیونکہ ہر شبانہ روز وہ جناب ہزار رکعت نماز پڑھتے تھے عورتوں کے ہاں جانے کا کہاں ان کے پاس وقت تھا۔

(مناقب) روایت ہے کہ جب سحری وقت ہوا تو حسینؑ کی آنکھ لگ گئی جب

جب بیدار ہوئے تو فرمایا کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے ابھی ابھی خواب میں کیا دیکھا ہے
انھوں نے عرض کیا اے فرزند رسول خدا آپ نے کیا دیکھا ہے فرمایا میں نے دیکھا ہے
کہ کچھ کتے میری طرف بڑھ رہے ہیں جن کے درمیان ایک دو رنگا کتا میں نے دیکھا ہے
کہ جو مجھ پر سب سے زیادہ سخت تھا میرا گمان ہے کہ جو مجھے قتل کرے گا ان لوگوں میں
سے وہ مبروص ہوگا اور پھر میں نے اپنے نانا رسول خدا کو دیکھا ہے آپ کے ساتھ اصحاب
کا ایک گروہ تھا اور آپ فرمارہے تھے اے میرے پیارے بیٹے تم آل محمد کے
شہید ہو آسمانوں والے اور صفیح اعلیٰ (بلند ترین مقامات) کے رہنے والے تیری
آمد کی خوشی کر رہے ہیں آج رات تم میرے پاس ہی افطار کرو اور تاخیر نہ کرو۔ یہ فرشتہ
آسمان سے آیا ہے تاکہ تمہارا خون لے کر سبز رنگ کی شیشی میں محفوظ کرلے یہ خواب
جو میں نے دیکھا (اس سے پتہ چلتا ہے) کہ اجل نزدیک ہے اور اس جہان سے کوچ
کرنے کا وقت آگیا ہے۔

ابو مخنف نے عبد اللہ بن عاصم سے اس نے ضحاک بن عبد اللہ مشرقی سے روایت
کی ہے کہ اس نے کہا جب شام ہوگئی تو حسینؑ اور آپ کے اصحاب نے نماز استغفار
اور دعا و تضرع میں کھڑے ہوکر ساری رات گذار دی اور اس نے کہا کہ رات کو جو سوار
پہرہ دے رہے تھے ہمارے قریب سے گذرے جبکہ حسینؑ اس آیت کی تلاوت
فرمارہے تھے:

ولا تحسبن الذین کفروا انما نملی لهم خیر لانفسهم
انما نملی لهم لیزدادوا اثما و لهم عذاب مهین۔

یہ گمان نہ کرنا کہ جن لوگوں نے کفر کیا ہے تو ہم نے جو انہیں مہلت دی ہے وہ ان کے
لیے بہتر ہے ہم نے تو انھیں اس لیے مہلت دی ہے تاکہ وہ مزید گناہ کریں اور ان

کے لیے خوار کرنے والا عذاب ہے۔ خدا مومنین کو اس حالت میں چھوڑنے والا نہیں ہے کہ جس میں تم ہو یہاں تک کہ خبیث کو طیب سے جدا کر دے۔ ایک شخص نے ان میں سے کہ جو ہمارے پاسبان تھے اس آیت کو سنا تو اس نے کہا پروردگار کعبہ کی قسم ہم وہ پاکیزہ لوگ ہیں کہ جو تم سے جدا ہو گئے ہیں ضحاک کہتا ہے کہ میں نے اسے پہچانا اور بریر بن خضیر سے کہا کہ آپ اس شخص کو پہچانتے ہیں انھوں نے کہا کہ نہیں میں نے کہا یہ ابوحرب سبیعی عبداللہ بن شہر نام رکھتا ہے شخص ہنس مکھ، ظریف خوش خو، شریف اور بہادر ہے اور چند مرتبہ سعید بن قیس نے کسی جرم کی وجہ سے اسے قید کیا ہے تو بریر بن خضیر نے اس سے کہا اے فاسق تو خیال کرتا ہے کہ خدا نے تجھے پاکیزہ لوگوں میں سے قرار دیا ہے اس نے کہا تو کون ہے انھوں نے کہا کہ بریر بن خضیر۔ اس نے کہا انا للہ۔ مجھ پر سخت گراں ہے کہ تم ہلاک ہو جاؤ اور تم ہلاک ہو گئے۔ بریر نے کہا اے ابوحرب کیا تو ان عظیم گناہوں سے توبہ کر کے خدا کی طرف لوٹ سکتا ہے خدا کی قسم ہم ہیں پاک و پاکیزہ اور تم سب خبیث و پلید ہو اس نے کہا میں بھی تمہاری بات کی صداقت کی گواہی دیتا ہوں ضحاک کہتا ہے کہ میں نے کہا تجھ پر وائے ہو کیا تیری یہ معرفت تجھے فائدہ نہیں دے گی تو اس نے کہا تجھ پر قربان جاؤں پس کون شخص عنزہ بن وائل قبیلہ کے یزید بن عذرہ عنزی کا ندیم اور مصاحب ہوگا۔ اور وہ اس وقت میرے ساتھ ہے بریرہ نے کہا کہ خدا تیری رائے کو قبیح اور برا کرے کیونکہ بہرحال تو سفید اور بیوقوف شخص ہے۔ ضحاک کہتا ہے کہ وہ شخص واپس چلا گیا اور ہمارا پاسبان اس رات عزرہ بن قیس احمیسی تھا اور وہ ان گھڑسواروں کا سردار تھا۔ اس روایت سے کہ جو انتہائی معتبر ہے معلوم ہوا کہ ضحاک بھی امامؑ کے اصحاب میں موجود تھا لیکن وہ جنگ میں شہید نہیں ہوا اور اُس کی تفصیل انشاء اللہ

عنقریب آئے گی:۔

سید ابن طاؤس نے کہا ہے کہ اس رات عمر سعد کے لشکر میں سے تبیس آدمی آنجناب کے اصحاب میں آملے اور کتاب العقد العزیز میں امامؑ کے اس قول کو نقل کیا ہے کہ آپ نے عمر سعد سے فرمایا کہ تین کاموں میں سے ایک قبول کرلے اس کے بعد کہتا ہے کہ تیس افراد اہل کوفہ میں سے کہ جو عمر سعد کے ساتھ تھے انھوں نے کہا تعجب کی بات ہے کہ نواسہ رسول تم سے تین ہی چیزیں چاہتا ہے اور تم ان میں سے کوئی بھی قبول نہیں کرتے پس وہ آنجناب کی طرف چلے گئے اور آپ کی طرف سے ابن زیاد کے لشکر سے جنگ کی